

ایڈیٹر

مکتب امدی گزٹس

Shekhop



ایڈیٹر قاسم علی احمدی

سربراہان - معاذین - عام - طلبہ - شاہی

جراہ قادیان مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۱ء مطابق ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ نمبر ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ سیاسی تشویش اور جماعت احمدیہ میں خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

۹ مئی کے خطبہ جمعہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میں نے تجھلے جمعہ میں جماعت کے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس وقت ہمارے ملک کا سیاسی مطمح ہماہیت ہی تاریک ہو رہا ہے۔ اور ایک طرف اگر حب الوطنی کے جذبات ہندوستانیوں کو ایک جانب کھینچ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف قانون کی پابندی اور امن کا قیام جس کا حکم شریعت نے دیا ہے۔ دوسری جانب کھینچ رہے ہیں۔ میں نے بتایا تھا کہ مومن کا راستہ درمیانی ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ صحیح راہ اختیار کرتا ہے۔ خواہ کوئی اس کے متعلق کچھ کہے۔ اور میں نے جماعت کو مشورہ دیا تھا کہ ایک طرف تو وہ حب الوطنی کے جذبات کو رہنے اور کمزور نہ ہونے دیں۔ اور دوسری طرف ملک کی ترقی اور اصلاح کے لئے دوسری سے کم احساسات ان کے دل میں نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھیں کہ اس بات کو بھی مد نظر رکھیں۔ کہ کوئی اچھی بات ہر سے طریق سے حاصل کرنا جائز

نہیں۔ اچھے کام کے لئے اسلام اچھا طریقہ ہی اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ اچھے مقصد کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جائیں وہ گندے ہوں۔ صداقت کی تلاش اور جستجو کے لئے صداقت کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ ہونا جائز طریق کی محتاج ہو۔ وہ صداقت ہرگز نہیں کہلا سکتی۔ اور یا پھر اس کا محافظ دیگران صداقت سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس خطبہ کے بعد ملک کے حالات اور بھی زیادہ تشویشناک ہو گئے ہیں۔ اور شاید کچھ عرصہ تک یہ حالت اسی طرح ترقی کرتی چلی جائے۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر یہ تو نہیں کہ اپنے اصلی مقصد سے ہٹ کر کیونکہ جائز اور صحیح سیاست بھی اسلام کا ایک حصہ ہی ہے۔ مگر اس اعلیٰ فرق کے علاوہ جو ہماری جماعت کے قیام کا اصل مقصد ہے یعنی تبلیغ ان سیاسی امور کی طرف جماعت کی توجہ کو منعطف کرنا ہوں۔ جو اگرچہ جائز ہیں۔ امدان میں حصہ لینا پسندیدہ ہے۔ مگر وہ ایسے اعلیٰ نہیں جسے تبلیغ و اشاعت اسلام ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ ہمیں کانگریس کے مفاد سے بھی ہمدردی ہے۔ اور گورنمنٹ کے قیام امن کی خواہش سے بھی لیکن تشویش کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس خطبہ کے بعد ایسے

حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ عدم تشدد اور عدم تشدد کا نام عدم تشدد ہی ہے۔ تشدد کی صورت اختیار کرنا جائز ہے اور میں تو اپنی ذات میں اس بات کا قائل ہوں۔ کہ کانگریس جس چیز کا نام عدم تشدد رکھتی ہے۔ وہ حقیقت میں عدم تشدد نہیں۔ یہ عدم تشدد کا بالکل نیا رنگ ہے ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ گاندھی جی نے اپنی فراموشی اور محنت اعلیٰ کو کام میں لائے ہوئے تشدد کا نیا طریق ایجاد کر لیا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حقیقتاً عدم تشدد ہی ہے۔ اور اب تو ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر تشدد کو بھی روکنا چاہئے۔ بعض مقامات پر کانگریسیوں کی طرف سے مجبور کر کے اور لوٹ مار کی دھمکیاں دیکر پڑتال کرائی گئی۔ اور جبراً لوگوں کو سفر سے روکا گیا ہے۔ اور جنہوں نے انکی بات نہ مانی۔ انہیں مارا اور پیٹا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ لازماً گورنمنٹ کو بھی مقابلہ کرنا پڑے گا۔ فساد ہو رہے ہیں۔ گولیاں چلتی ہیں۔ اور کئی لوگ مارے جاتے اور کئی زخمی ہوتے ہیں۔ ان تکالیف کا اندازہ قادیان میں رہنے والے نہیں کر سکتے۔ جو ان حالات میں باہر کی جماعتوں کو پیش آرہی ہیں

ہماری خدمت کے فضل سے ہمارا ہفتہ اور آٹھ ہے۔ اور نہ صرف قادیان میں بلکہ ارد گرد کے دیہات میں بھی ہمارا سرور ہے۔ لیکن باہر کے دوست، اکیلے دو کیلے ہیں۔ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے انہیں بہت مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اور اس وجہ سے باہر کے مقامات سے کئی خطوط آرہے ہیں۔ جن میں دوست دعا و نصرت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ مومن کو اپنے کاموں میں انسانوں سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ خواہ وہ گورنمنٹ ہو یا رعایا کے لوگ۔ مومن کو ہمارا بننا چاہیئے۔ اور کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے دباؤ اور تشدد کو ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ انسانوں کے دلوں سے انسانوں کا ڈر مٹا دیا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں واضح طور پر یہ حکم ہے۔ کہ غیر اللہ کا خوف دل سے نکال دیا جائے۔ سورہ بقرہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وایای فادھبون۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ اور پھر کہدو۔ کہ مجھے اور صرف مجھے ڈریں۔ تو دوسروں کے خوف کے تمام خیالات کو دل سے مٹا دینا اسلام کا اولین مقصد ہے۔ حتیٰ کہ سب سے رعب والی ہستیاں جن کا خوف جائز ہو سکتا تھا۔ یعنی انبیاء کا خوف بھی مٹا دیا گیا۔ قرآن کریم میں بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ ہل کف لا بشرأ دستلا یعنی میں بھی تمہاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں۔ گویا اسلام نے خدا کے سوا ہر چیز کا خوف دل سے نکال دینے کا حکم دیا ہے۔ اور شرک کے معنی ہی دراصل یہ ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف یا محبت دل میں ہو۔ ہر وہ محبت اور خوف جو خدا کے بغیر ہے وہ شرک ہے۔ پس جو کسی سے محبت کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ خدا نے اس کی اجازت دی ہے۔ وہ شرک کرتا ہے۔ اور جو کوئی کسی سے ڈرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی اجازت یا حکم دیا ہے۔ وہ بھی شرک کرتا ہے۔ ہاں انبیاء کے لئے خدا تعالیٰ نے ادب اور احترام کا حق رکھا ہے۔ لیکن وہ بھی خدا تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔ ان کی ذات کے لئے نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بار بار فرمایا۔ وہ بھی بشر ہیں۔ اور ہماری طرح کے انسان ہیں۔ ہاں خدا کا نائب ہونے کے لحاظ سے ان کا ایک صاحب قرار کیا۔ یہ رعب اس لئے نہیں۔ کہ آپ کے اندر ذاتی قابلیت ایسی تھی۔ کہ دوسرے مرعوب ہو جاتے۔ یا کسی اور ذاتی جوہر کے باعث نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہ آپ خلیفۃ اللہ علی الارض

اور خدا تعالیٰ کے نائب ہیں۔ مگر یہ رعب اور خوف بھی اسی حد تک ہے۔ جو خدا اور بندوں کے تعلقات میں حائل نہ ہو۔ ورنہ کوئی ہستی خواہ کتنی بڑی ہو۔ خدا تعالیٰ کے کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے اور اس کے بندہ کے تعلقات میں دوسرا حائل ہو۔ وہ اپنے بندوں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ مومن ہے۔ اور جو نہیں کرتا۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔ پس مومن کو کوئی بات بھی کسی انسان کے ڈر سے ہرگز نہیں کرنی چاہیئے اور نہ چھوڑنی چاہیئے۔

میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے قلوب میں ایسی جزاات بہادری اور دلیری پیدا کریں۔ جس کی وجہ سے وہ نہ گورنمنٹ کے ڈریں اور نہ رعایا سے۔ مومن صرف ایک ہی ہستی سے ڈرتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے۔ اس کے سوا زمین اور آسمان کی کوئی چیز اسے نہیں ڈر سکتی۔ پس جب ہمارا دعویٰ ہے۔ بلکہ ہم شہادہ کر چکے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا براہ راست تعلق ہمارے ساتھ ہے اور جب ہم اھدنا الصراط المستقیم کہتے ہیں۔ تو اس کی محبت کا ہاتھ ہماری طرف بڑھتا ہے۔ اور سب پر دے چاک کر کے ہمیں اس کے پاس کھڑا کر دیتا ہے۔ اور ہمارے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی درمیان میں نہیں آسکتے۔ اور جب ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے ہیں۔ تو پھر کسی اور سے ڈرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رویا ہے۔

آپ کو دکھایا گیا ہے۔ کہ دنیا پر ہولناک مصائب آرہی ہیں۔ ہر طرف ہلاکت منہ کھولے کھڑی ہے۔ اور دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ اس وقت آپ کو اہام ہوا۔ آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اور سب سے بڑھکر عذاب جس سے لوگ ڈرتے ہیں۔ آگ کا ہی عذاب ہے۔ کہتے ہیں۔ فلاں ہیں گولی مار دے گا۔ ہمارے مکان کو آگ دیکھا۔ یا آگ میں جلا ڈالیا گیا۔ اور پھر بیاباں اور دبا میں بھی آگ ہی ہوتی ہیں۔ ان میں جو مبتلا ہو۔ وہ بھی یہی کہتا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ تو یہی آگ کا عذاب بہت بڑا عذاب ہے۔ مگر اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اہام ہوتا ہے۔ آگ ہماری غلام۔ بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ پس جو شخص پیچھے دل سے آپ کا قبیح اور غلام ہو۔ آگ اسے ہرگز نہیں ڈر سکتی۔ اس کے تعلقات اللہ تعالیٰ سے اس قدر مضبوط ہوتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ پس آپ لوگوں کو بہادر اور جوی اور دلیر بننا چاہیئے

کسی حالت میں کسی سے خوف نہیں کھانا چاہیئے۔ ان حالات کے متعلق میں جماعت کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ احمدیوں کو اپنی کثرت اور طاقت سے مرعوب اندہ مجبور کر کے اپنے حسب غرض کام کرائے۔ تو خواہ اسکی تحریک کتنی ہی ہو۔ اس کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ وہ ملک کے اندر بزدلی اور جن پیدا کر رہا ہے۔ اسلئے اسکی اطاعت ہرگز نہ کرو۔ اور کانگریس نے بھی چونکہ اب جس سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ اسلئے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں بھی ہوں۔ خواہ وہ کتنی ہی کم تعداد میں کیوں نہ ہوں۔ وہ بتا دیں۔ کہ ہم کسی کے جبر کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ گاندھی جی جب لاہور میں آئے۔ تو کسی نے ان سے کہا احمدی جماعت ہماری تحریک میں زبردست روک ہے۔ مجھے جس ہندو دوست نے یہ بات سنائی۔ میں نے اسے کہا۔ آپ گاندھی جی کو کہیں۔ وہ قادیان آئیں میں جماعت کو بلاؤں گا۔ کہ وہ ان کی باتیں سنئے۔ اور ہم انکی باتیں پورے غور سے سنیں گے۔ اگر وہ سچی ہوں۔ تو بغیر کسی خوف و خطر کے ہم ان کا ساتھ دینگے۔ معلوم نہیں یہ پیغام انہوں نے پہنچایا یا نہیں لیکن ہم ہر شخص کی باتیں سنئے اور ان میں صداقت ہوا سے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کوئی چیز ہمیں اس سے روک نہیں سکتی۔ اسی طرح دلالت سے آتے ہوئے میں گاندھی جی سے ملا۔ اور ان سے ذکر کیا۔ کہ کانگریس میں جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ تمام ایسے قوانین مٹا دیئے جائیں۔ جو جبر کا پہلو رکھتے ہوں۔ اور کانگریس کے دروازے ہر ہندوستانی کے لئے کھول دیئے جائیں۔ پھرتیں خیال کے لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے وہ کام کریں +

دنیا کا کوئی شریف الطبع انسان خواہ وہ گورنمنٹ کا مخالف ہو یا گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہو۔ زبردستی ہمیں مان سکتا۔ کیونکہ شرف اور انسانیت جبر کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور اسلام تو اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

پس جماعت کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن تھوڑے ہونا خوف کا باعث ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں کم من فتنۃ قلیلۃ غلبت فتنۃ کثیرۃ آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا میں سہینہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ کہ صداقت کی حامل چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی قوموں کو کھا گئیں۔ اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہیں۔ تو ہم تھوڑے ہونے کے باوجود یقیناً دنیا پر غالب ہو کر

رہیں گے۔ دنیا کا خوف جان کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن کیا مومن جان دینے سے ڈر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ضرار نہیں ازور ایک صحابی تھے۔ جو جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کرتے رہے۔ ایک موقع پر عیسائیوں سے لڑائی ہو رہی تھی کہ عیسائیوں کے ایک پہلوان نے بہت سے مسلمان بہادروں کو شہید کر دیا۔ اور پھر لشکر کے مبارز طلب کیا۔ حضرت ضرار اس کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ چونکہ آپ ایک ستم بہادر اور جری تھے۔ اور عام طور پر یہ خیال تھا۔ کہ آپ اس عیسائی کو ضرور مار لیں گے۔ اسلئے مسلمانوں نے نصرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جب دشمن کے قریب پہنچے۔ تو اپنے خیمہ کی طرف واپس دوڑ آئے۔ آپ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بہترین بہادروں میں سے تھے۔ اسلئے مسلمانوں میں ایک عام بے چینی پیدا ہو گئی۔ آپ کے ایک دوست نے گھوڑا دوڑایا۔ کہ آپ کے خیمہ میں جا کر آپ کو بھاگنے پر ملا مت کرے۔ لیکن جب وہ خیمہ کے پاس پہنچا۔ تو آپ باہر نکل رہے تھے۔ واپس آنے کے متعلق دوست کے استفسار پر آپ نے بتایا۔ کہ میں جب لڑائی کے لئے جاتا ہوں۔ تو بغیر زرہ کے جاتا ہوں۔ لیکن آج اتفاق سے میرے کرتہ کے نیچے زرہ تھی۔ اور جب دشمن میرے سامنے ہوا۔ تو میرے دل میں خیال آیا۔ کہ موت و حیات کا تو کوئی پتہ نہیں۔ ممکن ہے۔ میں آج ہی مارا جاؤں۔ اور اگر مر گیا۔ تو خدا تعالیٰ کے سامنے جا کر کیا جواب دوں گا۔ کہ میں اس کافر سے اتنا ڈرنا تھا۔ کہ زرہ پہن رکھی تھی۔ اس وجہ سے میں بھاگ کر آیا۔ اور زرہ اتار ڈالی۔

اسباب سے فائدہ اٹھانا بے شک شریعت کا حکم ہے مگر چونکہ آپ کے دل میں یہ دوسوہ پیدا ہو گیا۔ کہ یہ شرک نہ ہو۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ چونکہ مد مقابل رہبر دست تھا۔ اسلئے ڈر کر زرہ پہن لی۔ اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ اور اس کے بغیر مقابلہ پر آئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے مار لیا۔ تو مومن موت سے نہیں ڈرتا۔ اس کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس بات کو وہ لے کر کھڑا ہوا ہے۔ اسے پورا کر دے۔

احد کی جنگ میں ایک صحابی سخت زخمی ہو گئے۔ آپ کی ٹانگیں اور ہاتھ شکستہ ہو گئے۔ اور تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ ایک دوسرے صحابی جو زخموں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ ان کے پاس پہنچے۔ اور کہا۔ آپ کی حالت نازک ہے۔ اگر رشتہ داروں

لئے کوئی پیغام دینا ہو تو دیدیں۔ انہوں نے کہا۔ میرا نزدیک آؤ۔ اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر عہد کرو۔ کہ میری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو گے۔ کہ میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ اور اب میں دنیا سے رخصت ہوتا ہوں۔ مگر خدا کے رسول کو اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور شرافت اور ایفائے عہد کا واسطہ دیکر اپنی قوم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ ہر ایک قربانی کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز بے وفائی نہ کریں۔ غرض جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ ان کے مقصد کے راستہ میں وطن۔ قوم۔ دنیاوی جاہ و صلاح اور بڑی بڑی طاقت کا خوف بھی حائل نہیں ہو سکتا۔ ایک ہی چیز ہوتی ہے جو ان کی تمام توجہ کو اپنی طرف کھینچے رکھتی ہے۔ اور وہ اس فرض منصبی کی ادائیگی ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ خواہ اس کے لئے انہیں اپنا وطن۔ عزیز و اقارب بلکہ جان و مال بھی کیوں نہ قربان کرنے پڑیں۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو دلیری اور جرات سے اس جبر و تعدی کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ جو کانگریس اختیار کر رہی ہے۔ جب نکتہ حلت نہ تھی۔ ہیں کانگریس کی تحریک سے ہمدردی تھی۔ اور اب بھی ہم آزادی وطن کے جذبہ کے لحاظ سے کانگریسوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ مگر یہ جائز نہیں۔ کہ خواہ کوئی اپنا ہور یا پرایا جبر سے کام لے۔

اس کے ساتھ ہی میں گورنمنٹ کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ یہ نہ سمجھے۔ چونکہ عدل اور مذہبی احکام کی پابندی کی وجہ سے بعض جماعتیں اس کی اعانت کیلئے تیار ہیں۔ تو وہ جو چاہے کرے۔ کیونکہ اگر قیام امن کیلئے اسلام نے حکومت سے تعاون کا حکم دیا ہے۔ تو قرآن میں یہ بھی موجود ہے۔ کہ اگر کوئی حکومت ظلم اور تعدی سے باز نہ آئے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔ پس اگر گورنمنٹ یہ دیکھ کر کہ عدل و انصاف سے کام لے کر کوئی قوم اس سے ہمدردی رکھتی ہے۔ ظلم کرے گی۔ اور اس تعاون سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گی۔ تو اس کے اوپر ایک اور حکومت موجود ہے۔ جو اتنی زبردست اور طاقتور ہے۔ کہ یہ اس کے مقابلہ میں پچھراور کٹھی جتنی بھی جینیت نہیں رکھتی۔ پس وہ اس بات کا خیال رکھے۔ کہ خدا ہے۔ اور اگر اس نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ تو وہ سخت انتقام لیگا۔ ہم قیام امن کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار

ہیں۔ مگر اس کے یہ منہ ہرگز نہیں۔ کہ ہم اپنے ملک کو آزاد کرانا نہیں چاہتے۔ یا یہ کہ ہمارے نزدیک ہندوستانیوں کو اپنے حسب نشاء حکومت کرنے کا حق نہیں۔ ہماری جماعت ہر قربانی کے امن قائم رکھنے کی کوشش کرے گی۔ لیکن گورنمنٹ کو توجہ دلانا ہوں۔ کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ظلم و تعدی نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں خدا تعالیٰ کی نصرت اس کیسے ہوتی ہے۔ اور میں کانگریس کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی جبر سے کام لینا چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ حرکت اس کے خلاف نفرت پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔ جو کوئی خود ظلم کرتا ہے۔ وہ دوسرے کو جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کانگریسوں کیلئے جبر اور غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کرنا جائز ہے۔ تو کیوں انگریزوں کو جبراً ہندوستان پر حکومت کر سکا حق نہیں۔ جب ہم خود جبر شروع کر دیں۔ تو انگریزوں کے جبر کے خلاف کس طرح آواز بلند کر سکتے ہیں۔ ہاں جب یہ اصول پوری طرح قائم رکھا جائے۔ کہ جبر نہیں کیا جائیگا۔ تو پھر انگریز سے بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہماری مرضی کے مطابق حکومت کرو۔ جبر کا ہمیں کوئی حق نہیں۔

ساتھ ہی میں اس امر کی طرف توجہ دلانا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی نصرت بے شک ہمارے فاضل حال ہے۔ لیکن کئی غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جو نصرت سے بالکل محروم کر دیتی ہیں۔ اس لئے وہ خدا تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ ہماری پردہ پوشی فرمائے۔ اور ہمیں اپنی رضا و کے رستوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ ہمارا اصل کام تبلیغ ہے۔ لیکن موجودہ فضا میں کوئی ہماری باتوں کو سننے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ہم مجبور ہیں۔ کہ اس ہوا اور فضا کو صاف کریں۔ پس خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے فضل سے اس فضا کو ٹھیک کر دے۔ تا ایسی جماعتیں موجود رہیں۔ جو ہماری باتوں کو سن سکیں۔ موجودہ فضا گورنمنٹ کیلئے ہی نہیں ہمارے لئے بھی مضر ہے۔

ہم بیشک تعداد کے لحاظ سے کم ہیں۔ لیکن کیا ہمیں معلوم نہیں۔ کہ بعض بہت ہی کم مقدار میں دو ایسی بڑی بڑی خوفناک بیماریاں دور کر دیتی ہیں۔ پس اگر تبشیری پہلو کو لیا جائے۔ تو ہمارے حقوڑا ہونے کی مثال تھوڑی دوا کی ہے اور اگر اندازی پہلو کو لیا جائے۔ تو نہایت حقوڑا ہر قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس اندازی اور تبشیری دونوں پہلوؤں کے

بیشک

اسلام نے جہاں دیگر انسانی حوائج کا سد باب کر لیا ہے۔ اے مختلف بیش قیمت امور اہل دنیا کی نظر دل کے سامنے رکھے ہیں۔ وہاں اس نے اس اہم پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ اُسے بھی نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس جگہ میں وہ تمام آداب جنہیں میں قرآن مجید سے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ کلمات و ملفوظات سے یا خود غور و فکر سے معلوم کر سکا ہوں بشرتب بیان کرتا ہوں۔

پیر ادب

بس اسی جگہ آدمی بیٹھ جائے۔ اور
ایسا ہرگز نہ کرے۔ کہ لوگوں کو پھیلانگ کر آگے بیٹھنے
کی کوشش کرے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اگر آگے
جگہ ملتی ہو۔ تب بھی آدمی پیچھے بیٹھے۔ ہرگز نہیں !
بلکہ صرف یہ مطلب ہے۔ کہ اگر آگے کی تمام جگہیں پُر
ہو چکی ہوں۔ اور بیٹھنے کی قطعاً کوئی جگہ نہ ہو۔ تو
اہل مجلس کو پھیلانگ کر خواہ مخواہ درمیان میں گھسنے
کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح لوگوں کو یوں بھی
مکلیف ہوگی۔ اور دوسرے جگہ کی تنگی مزید تکلیف
کا موجب ہو جائیگی۔ پس بصورت عدم گنجائش خواہ مخواہ
لوگوں کو پھیلانگ کر آگے مت بڑھے۔ بلکہ جہاں جگہ ملتی
ہو۔ اسی جگہ پر بیٹھ کر استفادہ کرے۔ احادیث میں

یہ ہے۔ کہ جب مجلس میں کوئی اور
آکٹھوال ادب | شخص آجائے۔ تو اس کے لئے
فوراً جگہ بنادی جائے۔ اور خود سکو کر گزارہ کر لیا
جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا
اذ اقبلکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا
یفسح اللہ لکم۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں کسی دوسرے شخص کو نواں ادب اٹھا کر خود اس کی جگہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھ جائے۔

یہ ہے۔ کہ اگر مجلس میں کوئی دو شخص سوال ادب قریب قریب بیٹھے ہوں۔ اور معلوم ہو کہ یہ دونوں کسی خاص غرض کے لئے پاس پاس بیٹھے ہیں۔ تو خواہ ان کے درمیان کوئی جگہ خالی بھی ہو۔ تب بھی آدمی وہاں نہ بیٹھے۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں انسان شطیب یا لیکچرار یا صدر مجلس کی طرف اپنا منہ کر کے بیٹھے۔ ادھر ادھر ہرگز نہ دیکھے۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں بیٹھ کر آپس میں کانا پھوسی نہ کی جائے۔ اور نہ ہی باتیں شروع کر دی جائیں۔ بلکہ چاہیے کہ خاموشی سے انسان مجلسوں میں بیٹھا رہے۔ مجالس نبوی کی کیفیت تھی۔ کہ حدیثوں میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ وسلم کی مجلس میں جب لوگ بیٹھے۔ تو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا ان کے سروں پر پڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یعنی کوئی شخص ذرا بھی جنبش نہیں کرتا تھا۔ تمام حاضرین مجلس ادب سے سر جھکائے رہتے تھے۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مودب ہو کر بیٹھتے تھے۔

یہ ہے۔ کہ اگر شور ہو۔ تو اہل چودھوال ادب مجلس کو زبان سے خاموش نہ کیا جائے۔ بلکہ صرف اشارے سے۔ احادیث میں آتا ہے۔ اذا قلت لصاحبك اسكت فقد لغوت۔ پس دوسرے کو بول کر چپ کرانا بھی آداب مجلس کے صریح خلاف ہے۔ البتہ ہاتھ کے اشارے سے چپ کر دیا جاسکتا ہے۔

یہ ہے۔ کہ جس مجلس میں صرف پندرہ سوال ادب تین آدمی ہوں۔ ان میں سے دو شخص آپس میں اس طرح کلام نہ کریں۔ کہ تیسرے

آدمی کے دل میں دوسرے پیدا ہو۔ کہ یہ شاید میرے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تین آدمی ایک جگہ جمع ہوں۔ تو ان میں سے دو بغیر تیسرے کے اذان کے باہم سرگوشی نہ کریں۔ کیونکہ ایسا کرنا تیسرے آدمی کو رنج میں ڈالتا ہے۔

ادب یہ ہے۔ کہ مجالس میں بالعموم سو سوال ادب چھوٹے بچوں کو ہمراہ نہ لایا جائے۔ کیونکہ ان کے شور و غل اور پیچھے چلانے اور لڑنے بھڑنے سے جہاں مجلس کا وقار چلا جاتا ہے۔ وہاں خود بھی انسان حقیقی فائدے سے محروم رہ جاتا ہے۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں اپنے ستارہ سوال ادب اپنے مرتبہ پر بیٹھا جائے۔

کیونکہ اگر اپنے درجہ سے اونچا بیٹھو گے۔ تو ممکن ہے۔ کوئی دوسرا اگر نہیں اٹھا دے۔ اور اس طرح شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑے۔

یہ ہے۔ کہ خوشی کی مجلس میں اٹھا رواں ادب غم کا ذکر نہ چھیڑو۔ اور نہ ہی غم کی مجلس میں خوشی کا تذکرہ کرو۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں اگر کوئی معزز انیسوال ادب آدمی آجائے۔ تو چاہیے کہ چھوٹے درجہ کے لوگ اس کی تعظیم کے لئے اپنی اپنی جگہ خالی کر دیں۔

یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص کلام بیسوال ادب کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو چاہیے کہ تمام لوگ اس کی طرف اپنا منہ کر کے نہایت توجہ سے اس کا کلام سنیں۔ اور اس کی بات ہرگز قطع نہ کریں۔ اور دوران تقریر میں بالکل شومنت کریں۔ خواہ وہ کس قدر طبیعت کے برخلاف کیوں نہ ہو۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں جب بھی کلام ایکسوال ادب کریں۔ تو ترتیب سے کریں۔ یکدم باتیں شروع نہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی مجالس میں ترتیب کا لحاظ رہتا تھا۔ اور باری باری کلام کی اجازت دی جاتی تھی۔ جب کوئی شخص بولتا۔ تو جب تک وہ چپ نہ ہو جاسے۔ دوسرا شخص نہیں بولتا تھا۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں جب بھی بولیں بائیسوال ادب آہستگی اور وقار سے بولیں۔ اور ایسی طرز پر کلام نہ کریں۔ جو لوگ سمجھ ہی نہ سکیں۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں جو وقت تیسوال ادب کلام شروع کریں۔ تو صرف میر مجلس کو مخاطب کریں۔ کسی اور شخص کو نہ کریں۔

مجلس کا الاستماع ہے۔ یعنی چوبیسوال ادب غور سے سنا۔ انسان کو چاہیے

کہ وہ جب بھی کسی مجلس میں بیٹھے توجہ دیکر اور کان لگا کر سنے۔ کہ خطیب یا داعظ یا صدر مجلس کس وقت کیا کہہ رہا ہے۔ یا مجلس میں کس امر کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ مجلس میں بیٹھنے کا حقیقی فائدہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ انسان پورے غور سے تمام باتیں سن کر ان پر عمل بھی کرے۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں جب بھی پچیسوال ادب کوئی اچھی بات سنے۔ اسے فوراً نوٹ کر لیا کرے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ اکتبوا حتی۔ اسے لوگوں کو میری باتیں لکھ لیا کرو۔

یہ ہے۔ کہ اگر کوئی بات قابل چھبیسوال ادب دریافت ہو۔ تو چاہیے کہ کھڑے ہو کر پوچھی جائے۔

یہ ہے۔ کہ جب انسان کسی بات سنا تیسوال ادب کو دریافت کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو چاہیے۔ کہ وہ چپ چاپ کھڑا ہو جائے صدر مجلس اسے خود بخود مخاطب کرے گا۔

یہ ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو اٹھائیسوال ادب کوئی ضرورت پیش آجائے۔ تو وہ اجازت لے کر مجلس سے باہر جائے۔ بلا اجازت صدر وہاں سے باہر نہ نکلے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ انما المؤمنون الذين آمنوا

باللہ ورسولہ واذاکانوامعہ علی امور
جامع لہدینہواحتیٰ بیستاً ذنودہ دین
نور لم یوسن دہی ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان لاتے ہیں۔ اور جب کسی ایسی بات کیلئے جمع
ہوتے ہیں۔ جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت
ہو۔ تو جب تک اجازت نہ لیں۔ وہ ہرگز نہیں جاتے۔
یہ ہے۔ کہ ہر مجلس کی خاص
انتیسواں ادب حکمت کی وجہ سے عوام الناس
کو اس مجلس سے چلے جانے کے لئے کہہ دیتے۔ تو مخاطب
لوگوں کو بخوشی وہاں سے اٹھ آنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ واذاقیل لکم انشروا فانشروا
یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا
العلم درجات (چنانچہ جب تم سے کہا جائے
کہ اٹھ کھڑے ہو۔ تو فوراً اٹھ کھڑے ہو۔ تم میں سے
جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہیں علم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ
ان کے درجات بلند کر دیگا۔

یہ ہے۔ کہ اگر مجلس میں کسی شخص سے
تیسواں ادب کوئی بے جا حرکت سرزد ہو جائے
تو اس پر ہنسنا نہیں چاہیئے۔ مثلاً کوئی شخص اونگھ
کر گر پڑے۔ یا کسی کی ہوا خارج ہو جائے۔ یا کوئی
غلط جواب دیدے۔ تو چاہیئے کہ انسان پردہ ڈالے۔
اور خاموش ہو رہے۔ اسے شرمندہ مت کرے۔
کیونکہ ایسی غلطیوں کا خود اس شخص سے بھی ہر وقت
امکان ہے۔

یہ ہے۔ کہ اجتماع سے چونکہ بعض
اکیسواں ادب نقائص بھی ہو جاتا کرتے ہیں۔
مثلاً یہی کہ اکیلا آدمی غیبت نہیں کر سکتا۔ بلکہ غیبت
کا وہ تبھی مرتکب ہو گا۔ جب کہ دوسرے شخص سے بیگناہ
اسی طرح چونکہ مجالس میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔
اچھے بھی اور بُرے بھی۔ اور انسانی طبیعت پر چونکہ
بڑوں کا بھی اثر پڑتا ہے۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ انسان
جب تک مجلس میں رہے۔ استغفار کرتا رہے۔ تا اللہ
تعالیٰ اسے ہر قسم کے شر و مفساد سے محفوظ رکھے۔
تیسواں ادب یہ ہے۔ کہ مجالس میں انسان

اپنے کو نحو۔ بے ہودہ اور ناشائستہ حرکات سے محفوظ
رکھے۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم سے فراتے
ہیں۔ وذاقون فی نادیکم المنکر۔ تم اپنی مجالس
میں ناشائستہ حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہو۔ اور یہ
بہت بُری بات ہے۔ پس مجالس میں نہایت وقار اور
سجیدگی سے بیٹھو۔ اور اپنی تمام حرکات پر پوری طرح
قابو رکھو۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں جہانیاں
بیسویں ادب لینے۔ ڈھار لینے۔ انگلیاں
چٹخانے اور انگڑائیاں لینے سے بکلی پرہیز کیا جائے
کیونکہ یہ تمام باتیں بھی آدابِ مجلس کے خلاف ہیں۔
اپنے نفس پر قابو رکھنا چاہیئے۔

یہ ہے۔ کہ مجالس میں غیبت
چونتیسواں ادب کرنے۔ بے جا ہنسی اور تسخر
کرنے۔ قہقہہ لگانے بات بات پر ہنسنے۔ اپنی تعریف
آپ کرنے۔ لڑنے۔ مجلس گرم کرنے اور ہنسانے کے لئے
جھوٹ بولنے۔ لیٹنے۔ بے فائدہ اور اخلاق سے گری
ہوئی باتیں کرنے۔ تھوکنے اور غیر موزوں بیٹھنے سے
بکلی احتراز کیا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر بھر کسی
مجلس میں بھی کسی کے آگے ٹانگ پھیلاتے نہیں دیکھا
گیا۔

یہ ہے۔ کہ مجلس میں کسی دوسرے
تیسویں ادب کو اس کی بُرائی پر علانیہ شرمندہ
مت کرے۔ اور نہ اسے مجمع میں کوسو اور ڈانٹو۔

یہ ہے۔ کہ مجلس کے اختتام
چھتیسواں ادب تک بیٹھو۔ اور ایسا ہرگز
نہ کرو۔ کہ درمیان میں ہی اٹھ کر چلے آؤ۔

یہ ہے۔ کہ جب کسی مجلس سے
تیسویں ادب اٹھو۔ تو استغفار پڑھتے
آؤ۔ کیونکہ مجالس میں بہت سے گناہوں کا امکان ہوتا
ہے۔ ممکن ہے اس نے کسی کی غیبت کی ہو۔ یا جھوٹ
بولایا ہو۔ یا استہزاء اور تحقیر کی ہو۔ یا کوئی اور بُری
بات منہ سے نکال دی ہو۔ جس کا وبال اس پر پڑے

پس چاہیئے۔ کہ انسان مجلس سے اٹھتے ہوئے دل میں
استغفار پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ کہ
وہ اسے ہر قسم کے عیوب سے محفوظ رکھے۔

یہ ہے۔ کہ مجلس سے اٹھتے ہوئے
ارنیسواں ادب اہل مجلس کو السلام علیکم کہا جائے
اور دعا پر مجلس کو برخاست کیا جائے۔

یہ آداب ہیں۔ جن کی پابندی ہر انسان کو بقدر طاقت
کرنی چاہیئے۔ اور نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجالس
صرف نیکی اور تقویٰ کی اغراض کے ماتحت منعقد ہوں۔
جن میں غریب کی خبر گیری۔ حاجتمندوں کی حاجت روائی
علوم و فنون کی تحقیق اور ترویج۔ تعلیم کی اشاعت۔
فسادوں اور جھگڑوں کو مٹانے کی تجاویز۔ اصلاح خلق
کا کام اور ہر چھوٹے دیگر قومی اور ملی ضروریات پر مناسب
غور و تدبر کیا جائے۔ اور نیز یاد رکھا جائے۔ کہ وہ
مجالس جن میں ذکر الہی ہوتا ہے۔ خدا کے ملائکہ
اس کا اپنی رحمت کے پروں سے احاطہ کرتے ہیں۔
خدا خوش ہوتا ہے۔ اور یوں بھی اپنا اور قوم کا بہت
بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ پس خدا کی خشیت دل میں رکھتے
ہوئے ہر مجلس میں شمولیت اختیار کی جائے۔ اور اس
امر کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ کہ ہنسی اور ہنرب ظرافت
بھی ایک پسندیدہ چیز ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت
ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجالس میں مذاقہ
باتیں فرمایا کرتے تھے۔ پس کوئی حرج نہیں۔ اگر خوشگوار
ہنسی درمیان میں ہوتی رہے۔ مگر یاد رہے۔ قدر

تخروج السلاح فی بعض المزاح
رخاکار محمد یعقوب ہوو یفاضل۔ قادیان دارالامان

نقشہ مستریان کی اصل حقیقت انکی ابتدائی
تحفہ مستریان اور انتہائی حالات و اوقات دیکھنے چاہو
تو اس تحفہ کو نگار خود پڑھو۔ معتز مبین کو پڑھاؤ۔ اور پھر ان
سے رائے طلب کرو۔ کہ کیا کہتے ہیں۔ ایک نسخہ کیواسطے صرف
پانچ آنسے ٹھٹ ڈاک بھیجیں۔ زیادہ کے واسطے دی پی طلب
کریں۔ قیمت فی نسخہ م علاوہ محصول ڈاک ہے۔
میں شجر فاروقی قادیان

دیاندہی مشن

آریہ سماج اور سلسلہ احمدیہ کا مولیٰ موازنہ

(۱۰۰)

اللہ اللہ یہ کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ کہ باوجود
عبرت ناک شکستیں کھانے اور ذلت آمیز ناکامیوں کا
منہ دیکھنے کے آریوں کے اخبار آریہ گزٹ کو یکے
جوڑت ہوئی ہے۔ کہ وہ ہم قادیانی احمدیوں سے یہ
مطالبہ کرے۔ کہ تہاؤ قمیٹے کو نسا ایسا کام کیلے۔
جو دوسرے مسلمانوں پر تم کو فوقیت دے سکتا ہے۔
تم نے وہ کو نسا ایسا کاری خوب چلایا ہے۔ جس نے آریہ
سماج کا کچھ مرکال دیا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ میں آریہ گزٹ
کے تمام مطالبات کو خیر و برکتیہ ہوں۔ اور آریہ لٹریچر
سے ہی احمدیت کی شکست کا نظارہ دکھانا ہوں۔ اگر اللہ
تعالیٰ نے چاہا۔ تو تمہارے تمام مطالبات کو اس عہدگی
کے ساتھ پورا کروں گا۔ کہ اگر تمہاری سرشت میں رقی بھر
بھی جیا ہوگی۔ تو تم خود اس بات کو تسلیم کر لو گے۔ کہ واقعہ
میں احمدیت ایک ایسا عظیم الشان پیغمبر ہے۔ جس کے
ہیک حملہ سے ہی آریہ سماج کے مندر کی اینٹ سے
اینٹ بچ گئی ہے۔ اور وہ دھڑام سے زمین پر آگرا
ہے۔ الحمد للہ

اب میں آریہ گزٹ کے مطالبات کو نمبر دار لے کر
اس کی تسلی کا سامان پیدا کرتا ہوں۔
۱۰ قادیانی اس بات کو کہتے کہتے اور لکھتے کہتے ہیں
نقصتے ہیں۔ کہ ہمارے کام کے آگے آریوں کا کام
بالکل پیچھے ہے۔ ہمیں اکثر دفعہ مرزا میوں کے ان
خیالی قلعوں کو دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔ کیا ہمارا کوئی
مرزائی دوست بتا سکتا ہے۔ کہ آخر انہوں نے
احمدیوں نے وہ کو نسا کام کیا۔ جس کی انتی بھی
وقت ہو۔ کہ اس کا نام لے کر مرزائی یہ جرات کر
سکیں۔ اور بتلا سکیں۔ کہ وہ آریوں سے بڑھ کر کیا
آریوں کے مقابلہ پر بھی کام کر سکتے ہیں۔ ہیں اپنی

خود ستائی اچھی نہیں لگتی۔ لیکن قادیانی اخباروں
کی یہ یادہ گوئی سننے سننے ٹھک گئے۔

(اخبار آریہ گزٹ لاہور ۱۲۶ اپریل ۱۹۳۰ء)

خوشتر آں باشند کہ سرد لہراں

گفتہ آید در حدیث دیگران

مہاشہ جی آپ کے مذکورہ بالا حوالہ کو پڑھ کر آپ کی

حالت پر ہزارم ہوا۔ کہ کس قدر نصیب نے آپ کی بنیائی

کو تباہ کر دیا ہے۔ دماغ کو پر آگندہ کر دیا ہے۔ کنواں

کا سینڈک بنا دیا ہے۔ اور جہالت نے آپ پر ایسا تفسد

جالیا ہے۔ کہ آپ کو واقعات کے سمجھنے اور سوچنے سے بھی

محروم کر دیا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ آپ اس قدر

بین اور روشن واقعات کی موجودگی میں یہ بڑھانے کی

ضرورت محسوس کرتے۔ کہ:-

دیکھا ہمارا کوئی مرزائی دوست بتلا سکتا ہے۔ کہ آخر

احمدیوں نے وہ کو نسا کام کیا۔ جس کی اتنی بھی وقعت

ہو۔ کہ اس کا نام لے کر مرزائی یہ جرات کر سکیں۔

اور بتلا سکیں۔ کہ وہ آریوں سے بڑھ کر کیا آریوں کے

مقابلہ پر بھی کام کر سکتے ہیں

کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے

جادو وہ جو سر پر پڑھ کے بولے

وسو اور اپنی قیمت کو بیٹھو اور سر کو دھنو۔ کہ

تمہارا بھائی رادھا کشن بی۔ اے ایڈیٹر پرنسپل کیا کہہ رہا

ہے۔ اور کس حمدگی اور صفائی کے ساتھ آپ کے منہ میں

خاک ڈال کر یہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ احمدیوں نے آریہ سماج

کا کچھ مرکال دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

۱۰ احمدیوں کو جو جنہیں غریب قوم کا پر تہی مذہبی کہا

جاتا ہے۔ لیکن ان کے کرم چاریوں کی تعداد اور

ان کی تنخواہوں اور آسائشوں پر نظر ڈالو۔ تو آپ

کو (آریوں کو) مارے مذمت کے سر جھکا لینا

پڑے۔ آریہ پر تہی مذہبی سمجھا پنجاب کے دفتر کا

مقابلہ قادیان کے محکموں سے کیا۔ یہاں ڈھائی آدمی

ہیں۔ اور وہ بھی معمولی تنخواہ کے۔ تو وہاں باقاعدہ

گورنمنٹ قائم ہے۔ جن کے مختلف صیغے ہیں۔ اور

ہر ایک صیغہ کا افسر اعلیٰ معقول تنخواہ پاتا ہے۔

..... پھر ان کے مشنوں پر نگاہ ڈالو۔ یہ من ستر

مہارت کے مختلف صوبوں میں نہیں۔ بلکہ دنیا کا

کوئی ملک ہوگا۔ جہاں احمدی مشن نہ ہو۔

احمدی مشن افریقہ کے ایک ایک ملک کے علاوہ

انگلینڈ۔ فرانس۔ ہولینڈ۔ امریکہ وغیرہ تمام مغربی

ممالک میں ہیں۔ نیویارک لندن میں ہمارا کوئی

مشری جاتے۔ تو اسے ستانے کو جگہ نہیں ملتی۔

لیکن احمدیوں کی ایک چھوڑ دو مسجدیں لندن میں

ہی ہیں۔ لیکن آریہ سماج اپنی مجموعی

کوششوں سے اس وقت تک ایک بھی مشن تو

غیر ملک میں قائم نہیں کر سکا۔ غیر ممالک میں کیا کر گیا

اپنے ملک میں بھی پرچار کا کام دن بدن ڈھبلا

ہو رہا ہے

(اخبار پرنسپل لاہور ۹ فروری ۱۹۳۰ء ص ۶۵)

کہو مہاشہ جی کچھ سمجھے۔ اور نصیب کی پٹی آنکھوں

سے دور ہو گئی۔ یا نہیں! کچھ تو بولو۔ کیا اس حقیقت

کو یادہ گوئی کہتے ہیں۔ یا آپ کی علمیت اور واقفیت کا

دیوالہ بکل رہا ہے؟ سچ ہے

چوں خدا خواہ کہ پردہ کس درد

میش اندر طعنہ پا کان دہد

مہاشہ جی! سنبھل جاؤ۔ اور غور کرو۔ کہ یہ کیا خطرناک

ہم کا گولہ آپ کے سماج مندر پر گرا ہے۔ جس نے آپ

کے ہوش و حواس باختہ کر دیئے ہیں۔ اور وہی تباہی

بک رہے ہو۔ لو ہوش کرو اور کچھ اور سنو:-

۱۰ مشکل یہ ہے۔ کہ انہیں (آریوں کو) اپنے ہی

ہموطنوں کی ایک جماعت کی طرف سے خطرہ ہے۔

اور وہ خطرہ اتنا عظیم ہے۔ کہ اس کے نتیجہ کے طور

پر آریہ جاتی صفحہ ہستی سے مٹ سکتی ہے۔ وہ

خطرہ ہے تبلیغ و تنظیم کا۔ مسلمانوں کی ایک

جماعت کی طرف سے یہ کام اس قدر تیزی سے

ہو رہا ہے۔ کہ ہندوؤں کے پاؤں اٹھ رہے

ہیں۔ ان کی تعداد سال بسال کم ہو رہی ہے۔ اور

اگر اسے کسی طرح روکا نہ گیا۔ تو ایک وقت ایسا

آ سکتا ہے۔ جبکہ آریہ دھرم کا کوئی نام لیوا نہ رہے

(اخبار پرنٹ لاپورٹ ۱۹۲۹ء ص ۱۱)

ہماشتہ جی! اب کیا حالت ہو رہی ہے۔ آپ یہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مے
جن پہ تکیہ تھا مہی پتے ہوا دینے لگے
۳۰ کیا کوئی قادیانی مرزا ئی یہ بتلا سکتا ہے۔
کہ انہوں نے مسلمان قوم میں کوئی نئی بات کر
دکھلائی۔۔۔ اگر احمدی تبلیغ کا دعویٰ کریں
تو ان کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیونکہ تبلیغ مسلمان
اپنے جہنم دن سے اس وقت تک کرتے آئے
ہیں۔ اور احمدی جماعت سے بہتر تبلیغ مسلمانوں
کی دوسری جماعتیں کرتی ہیں!

(آریہ گزٹ ۲۶ اپریل ۱۹۳۰ء)

ہماشتہ جی! یہ بھی آپ کی طفل تسلی اور دھوکہ دہی
ہے۔ کہ آپ خواہ مخواہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ غیر احمدی
مسلم احمدیوں سے بہتر تبلیغ کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ
سے اور دنیا سے یہ پوشیدہ نہیں۔ کہ احمدیہ جماعت ہی
تبلیغ اسلام کا اہم فرض پوری پوری تن دہی اور
جانفشانی سے ادا کر رہی ہے۔ اس سے پہلے میں آپ
کو آپ کے بھائی آریہ سماجی کی شہادت پیش کر چکا ہوں۔
اب میں سلسلہ عالمیہ احمدیہ کے بدترین دشمن ظفر علی کی
اخبار زمیندار لاہور کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ جو یہ
ہے۔

۱۔ احمدی فرقہ نے ایک پیچیدہ بیانیہ انجن قائم کی ہے۔

جیسی کسی دوسرے اسلامی فرقہ نے کبھی قائم نہیں کی
اس فرقہ کی تبلیغی سرگرمیاں زیادہ تر افریقی آبادیات
پر جاری ہیں۔ اس فرقہ نے قرآن کریم کا انگریزی
ترجمہ شائع کیا ہے۔ نیز اردو۔ ملایائی اور
دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے کئے ہیں!

(زمیندار مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۰ء ص ۲)

کیوں ہماشتہ جی! کہو اب بھی یہ کہے جاؤ گے۔ کہ غیر
احمدیوں سے بہتر تبلیغ کر رہے ہیں۔ جبکہ غیر احمدی
مسلم خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ احمدی ہی
بہتر تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہماشتہ جی! اب وہ وقت گیا

کہ کوئی عقل مند انسان آپ کے کروفریب کو نہ معلوم
کر سکے۔ آپ حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے لاکھ
جتن کریں۔ لیکن حقیقت آخر حقیقت ہے

کیا بگاڑ آپ نے مکوں سے میرا آج تک
اڑدیا ہے بگے آئے ہو گئے چہر سو مار
۳۰ ہم اپنے منہ سے تم کو کیا سنائیں۔ کہ ہم نے
(آریہ گزٹ) ہندو جاتی کا کیا سے کیا بنایا۔ ہم صرف
آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ آج سے ہندو جاتی
کا اور مذہبی دنیا کا پچاس سال کا پہلا انہاس
پڑھو۔ اور آج کی نواں سچ پر نظر ڈالو۔ آریہوں
کا سب کام تمہیں خود بخود نظر آئے گا۔ اور پھر
دیکھو۔ تم کہاں کھڑے ہو۔ اور ہم کہاں کھڑے
ہیں! (آریہ گزٹ ۲۶ مئی ۱۹۳۰ء)

بہتر تو یہ تھا۔ کہ آپ دنیا کو ایک دفعہ اور یہ بتا دیتے
کہ آپ نے کونسا گل کھلایا ہے۔ اور ویدک دھرم پر
کلنک لگایا ہے۔ ویدوں کا کونسا پورا ترجمہ چھپوایا۔
ہے۔ اگر حافظہ کمزور ہے۔ اور جہالت نے عقل کو چٹ
اور تعصب نے تم کو اندھا کر دیا ہے۔ اور اپنی قلم سے
لکھے ہوئے واقعات بھول گئے ہوں۔ تو میں تم کو بتا
دیتا ہوں۔ کہ تم کہاں کھڑے ہو۔ غور سے پڑھو۔ کہ
یہ کیا لکھا ہے۔

۲۔ میرا دعویٰ ہے۔ کہ جس درن دیو ستھا کا سمر تپوں
اور شاستروں میں ذکر ہے۔ وہ موجودہ زمانے
کی ہندو سوسائٹی کے لئے بالکل ناموزون اور
اس کو موت کے منہ میں دھکیلتی والی ہے۔ اس
کے مطابق عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ حقیقت یہ ہے
کہ کوئی زبان سے کہے یا نہ کہے۔ لیکن اس کا دل
ضرور تسلیم کرتا ہے۔ کہ یہ درن دیو ستھا محض دھوکہ
اور بیوقوفوں کا سورگ ہے!

(اخبار کریم دیر لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

ہماشتہ جی! واقعی آپ کی حالت نہایت قابل رحم ہے
آپ نے ہزار جتن کئے۔ کہ مردہ دھرم کو زندہ کر سکیں۔
مگر پورا دھرمی ڈھاک کے تبن پات۔
ہم اپنی احمدی کہاں کھڑے اور کس قدر سرعت

سے ترقی کر رہے ہیں۔ وہ میں آپ پر ظاہر کر چکا ہوں۔
آپ کہاں کھڑے ہیں۔ دیکھو۔

۱۔ بچوں اور استروں کے پڑھنے کے لئے ہم نے آریہ
سماج کا کوئی سلسلہ اور ان کی پرورتنی کے انوکوں
ساہتیہ تیار نہیں کیا۔ ہمارے پاس ایک ہی ہانت
پر ایک بھی پر مانک پینک نہیں۔ ویدک ریسرچ
دبھاگ آریہ سماج میں ہے ہی نہیں۔ آریہ سماج
کے ایک حصہ نے گوروکل کھولا۔ اور اس کے ذریعہ
سنکرت کے کئی اچھے چھٹ بھی نکالے۔ پرنتو پھر
ویدک انویشن کا کام ابھی تک وہیں کا وہیں کھڑا
ہے۔ رشی کے وید بھاشیہ خواہ ہندی میں ہی ہیں۔
پرنتو تمام سوادھیائے کرنے والے آریہ سماجی یہ
یہ انو بھوکرتے ہیں۔ کہ وہ سمجھ میں نہیں آتے!

۲۔ رازپر و فیرو شونا تھ گوروکل کانگری پرکاش
لاہور کارشی نمبر ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء ص ۳۰
اور دیا مندیو! اگر کچھ جیبا کا مادہ ہے۔ تو لوگوں کو
خواہ مخواہ ویدک دھرم کی دعوت دینے سے اس وقت
تک اجتناب کرو۔ جب تک کہ خود نہ سیکھ لو۔ جب تم لوگ
خود ہی ویدک دھرم کی گوناگوں خوبیوں سے ناواقف
ہو۔ تو دنیا کو کیا سکھا سکتے ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تم ہر
مقام پر ذلیل ہو رہے ہو۔ اور اندھے کو اندھا کیا
رستہ دکھا سکتے ہیں کی مثال تم پر صادق آتی ہے
تمہیں کرتے ہیں قائل یا خطا میری بتاتے ہیں

مجھے بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی
اسی پر بس نہیں۔ بلکہ تمہاری ہون سندھیا وغیرہ کو
کوئی نوجوان کرنا نہیں چاہتا۔ افسوس ہے کہ تمہاری
محنت برباد ہو رہی ہے۔ دولت کو تباہ کرنے کے باوجود
تم کو یہ پھیل ملا ہے۔ کیونکہ کون ایسا عقل کا اندھا ہے
اپنے گھر کو آگ لگا کر تماشہ دیکھے۔ لو بھائی سنو۔

۳۔ آریہ سماج بھی موجودہ نوجوان نسل کو خشک جان
پڑتی ہے۔ آواز آتی ہے۔ ارے بھائی اس کو انٹی
یگ میں آریہ سماج میں ہوں سندھیا کی پویت
ادی کریاؤں کا کو ناگو یا لکیر کا فقیر بننا ہے۔
انہیں اڑا دو۔ آریہ سماجی خاندان بھی اب کرائی

کی ہر میں بے جا رہے ہیں۔ پرلے رشی۔ پرلے سمرتی
سمرتی کار۔ پرلے مصنف سب تھوٹھے جان پڑتے
ہیں۔ (۱۲ مئی ۱۹۲۹ء)۔ جی۔ اے۔ ایل
ایل جی بڑودہ اخبار پرکاش لاہور کار رشی نمبر ۲۲
اکتوبر ۱۹۲۹ء ص ۲۸)

دیاندی دوست ہم نے تمہاری بڑ کو توجہ سے
پڑھا۔ خوب غور کیا۔ بڑے حوصلہ سے مطالعہ کیا۔ مگر
تمہاری یادہ کوئی کا کوئی ثبوت نہ ملا۔ بلکہ تمہاری تمام تر
محنتیں برباد گئیں۔ لگو کوئی لاجھ پراپت نہ ہوا۔ اور
ہندو قوم کو تعزیر ملت میں گرا دیا۔
خشت اول چوں نہ ہمار کج
تاثریامی رود دیوار کج

ارشاد ہوتا ہے:-

یہ ہندو قوم دن بدن پستی میں گرتی چلی جا رہی ہے۔
کوئی وقت تھا۔ جبکہ یہ شاہ دوراں تھی۔ اور خوشی
میں کھیلتی تھی۔ اس وقت وہ اپنے آدرش پر قائم
تھی۔ اب آدرش سے گر چکی ہے۔ اس لئے کسی
اور بے بسی کی زندگی گزار رہی ہے۔ کسی وقت میں
یہ توانا اور سرسبز درخت کی مانند طاقتور اور مضبوط
تھی۔ اس کے زیر سایہ کئی لوگ آرام پاتے تھے۔
لیکن اب یہ ٹرک پر بکھرے ہوئے چند اینٹ کے
ٹکڑوں کی مانند ہے۔ جو راہ گذر مسافروں کے
کے پاؤں زخمی کر دیتے ہیں۔

راز دنیا ناخدا گوارا اولینڈی اخبار ہندو
لاہور ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء ص ۱۱)

اے آریہ گڑ کے حواس باختہ ایڈیٹر:- بتائیں شجی
کس عہدگی کے ساتھ تیرے بھائی نے کرکری کر دی سچے
واقعات کی موجودگی میں کس قدر صفائی سے تیرے
گھمنڈ کو توڑ دیا ہے۔ اگر انسان ہے۔ تو عبرت حاصل
کر۔ کہ تمہاری غفلت نے ہندو قوم کو کہاں سے کہاں
پہنچا دیا ہے۔ اس کی توانائی اور سبزی کو پتہ نہ دیا
ہے۔ اس کو رکھ کا ڈھیر بنا دیا ہے۔ ہندو محل کو
کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ جس کے پتھر دل کے
ٹکڑے مسافروں کے پاؤں کو زخمی کر رہے ہیں۔ یعنی جو

انسان دنیا میں پیدا ہو کر ہندو دھرم کو اختیار
کر لیا ہے۔ وہ غائبیت کو خواب کر لیتا ہے۔ اور زخمی
یعنی روحانی بیماری کے اندر گرفتار ہو کر دنیا میں ہی
ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ عبرت پکڑ۔ نصیحت حاصل
کر۔ قوم اور ملک کے لئے رسوائی کا باعث نہ بن۔
اور اپنی آئندہ نسل کی تباہی کے سامان پیدا نہ کر۔
ان کی حالت پر رحم کر۔

میرے پلو سے گیا پالا سنگر سے پڑا

مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

میرے بھائیو! یہ دنیاوی زندگی چند روز ہے
غور کرو۔ اور اپنے آلودہ سے سبق حاصل کر کے
سیدھے راستہ کو قبول کرو۔ جو اس زمانہ کا رسول
ربانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام لایا ہے۔
اس اصول کو اچھی طرح سے ذہن نشین کر لو۔
خلاف پیہر کے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواستہ رسید

دیاندیو تم لاکھ سرپیگو۔ ہرگز ہرگز سکون قلب کو
حاصل نہ کر سکو گے۔ تم اپنے تمام اثاثہ کو تباہ کر دو
تو بھی ویدک دھرم پر چلنے سے تم کو کبھی بھی کامیابی
نصیب نہ ہوگی۔ تم سے پہلے بے شمار سرکش اور
دشمن صداقت گذر چکے ہیں۔ انہوں نے بھی اس
نور کو جس کو خدا نے خود دنیا کی راہ نمائی کے لئے
بھیجا تھا۔ سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ مگر غور کرو۔
کہ ان کا انجام کیسا عبرتناک ہوا تھا۔ فکر کرو۔ اور
دیکھو۔ کہ تم بھی اسی راہ پر گامزن ہو۔ جو یقیناً تم کو
انجام کار ذلیل و خوار کرے گی۔

دیاندی دوست! تمہارے لئے یہ بہتر ہے
کہ جتنی جلدی ہو سکے اس وہم کو دل سے نکال دو
کہ تم کامیاب ہو رہے ہو۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔
کہ تم کو یہ دھرم تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ لو سنو
اور اپنے ایک بھائی کی شہادت سے فائدہ حاصل
کر۔ کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کا کہا نہیں مانتا۔ وہ
یقیناً برباد ہو جاتا ہے۔ اور جگ ہندوئی کا سامان
پیدا کر دیتا ہے۔ تمہارا ایک بھائی ازراہ ہندوئی

تم کو یوں اپدیش دیتا ہے:-

آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ دیاند کے چیلے

دیاند کے شن کے کے وپریت جا رہے ہیں۔

انہیں رشی کے ہاں کات سے سچی لگن دکھائی

نہیں دیتی۔ دیاند کی سماج کا شن سنار کو

ویدک دھرمی بنانا تھا۔ اور انہیں سنگھٹ

کر کے آریہ سبھینا کا گورو دکھانا تھا۔ شوک ہاں

شوگ آج اس گورو کے چیلے پارٹی بازی کی اگنی

کو پرچند کر کے دیاند کے اولیڑ کو خاک میں ملا

رہے ہیں۔ اور آپس کی جنگ میں مزے لے

رہے ہیں۔ لطف یہ کہ وہ اپنی اس کمزوری کو بھی

فتح ہی خیال کر رہے ہیں۔ اور پچی الاپ رہے

ہیں۔ کہ آریہ سماج روز افزوں ترقی پر ہے۔

راز جہانہ ہر بنس لال جی آریہ ہونیا پوری۔

اخبار آریہ دیر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء ص ۱۱

از سطر ۱۶ تا ۲۵)

نریب خور دیاند بھائی۔ تباہ تمہاری واقفیت

اور علیت کا کھنڈن کس صفائی تمہارے بھائی نے

ہی کر دکھایا ہے۔ سچ ہے س

نامرد سخن نہ گفتہ باشد

حبیب دہنرش ہفتہ باشد

اگر غیرت مند انسان ہو۔ تو اپنے بھائی کی نصیحت

سے سبق حاصل کرو۔ اور فتح اور روز افزوں ترقی

کے وہم کو دل سے نکال دو۔ اور اس حقیقت کو کان

کھول کر سن لو۔

آخر کو ہوگی فتح محمد کے نام کی

تم خود ہی دیاند کے شن کے خلاف چل رہے ہو۔

تو پھر یہ کب ممکن ہے۔ کہ کوئی غیر سماجی تمہاری باتوں

سے دھوکا کھا کر اپنے آپ کو تباہی میں ڈال دے۔

وہ وید جن کو تم زبانی یہ کہتے ہو۔ کہ وہ تمام علوم

کا خزانہ ہیں۔ اور سنار کا ادھار اس سے وابستہ تلاتے

ہو۔ اس کے ساتھ تمہارا کیا سلوک ہے۔ کیسی کھائی

میں پڑے ہوئے ہیں۔ کبھی غور کیا ہے۔ تمہارا

بھائی یہ فرماتا ہے:-

مشاہدات عراق

(۲۱)

(از ملک محمد رمضان صاحب)

(۱۰۰)

قیام بمبئی

جہاز پر سوار ہونے سے پہلے میں قریباً تین ہفتہ بمبئی میں ٹھہرا۔ اس عرصہ میں جو کچھ میں نے یہاں دیکھا اختصار کے ساتھ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:-

بمبئی اپنی صفائی، سڑکوں اور بازاروں کی کشادگی اور قریبہ وغیرہ میں ہندوستان بھر میں غالباً درجہ اولیٰ رکھتا ہے۔ اور اس لحاظ سے دوسرے شہروں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔ جن میں سے بعض کی حالت حد درجہ گری ہوئی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں جن کی آبادی بہت گنجان ہوتی ہے۔ ایسے حالات سے جن پر صحت عامہ کا انحصار ہو۔ پوری نگرانی کی طرف عدم توجہی ایک ناقابل معافی فرو گذاشت ہے۔ لیکن جب تک پبلک بذات خود اختیار اور تعاون سے کام نہیں لیتی صفائی کا یہ اعلیٰ معیار ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ ساحل سمندر پر عمارتوں کی خوبصورتی ایک دلنریب نظارہ پیش کرتی ہے۔

غارتگران ایمان کا وجود

یہ شہر بھی نہیں بچ سکا۔ یعنی غارتگران ایمان کا وجود جو دوسرے شہروں کی طرح اس میں بھی ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ زمانہ حاضرہ کی تہذیب جو اپنے آپ کو مذہب سے بے نیاز سمجھتی ہے اس اور اس طرح کی دوسری برائیوں کی جنہوں نے قوم کے لٹکھو کہا تو نہاؤں کو تباہ و برباد کر دیا کوئی روک نظام نہ کر سکی۔ کاش! اس کا حل مذہب اسلام میں ڈھونڈا جاتا۔ دیوانی اور مبیاکھی کے موقدہ پر امت سر میں جو تباہ ساز اور ننگ انسانیت مظاہرہ ہوتا ہے اس سے ایک شریف آدمی کی گردن مارے شرم کے جھک جاتی ہے۔ اس بارہ میں جو لاہور میں اصلاح

تمام سچیل پرینوں کے یہ کہنا کٹھن ہے۔ کہ وہ پر پیار کا کام درجہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ کام پورن روپ سے ابھی تک شروع بھی نہیں ہوا۔ پرنتو آریہ سماجی ہیں۔

کہ وہ اس سے اکتانگئے معلوم ہوتے ہیں۔ (اختیار پرکاش لاہور ۹ فروری ۱۹۳۰ء)

آریہ دوست تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ دیدوں کو گنہام ہی رہنے دو۔ کیونکہ دنیا کے لوگ پہلے ہی تمہارا ناک میں دم کر رہے ہیں۔ کہ کیا یہ رہی دید ہیں۔ جن کو مخزن العلوم بتلاتے ہو۔ جس کا خلاصہ مطلب نیوگ ہے۔ ویدک پریشنولا علم ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور ویدوں سے آریوں کا دشواش اٹھ رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

لوگوں کے ہر دیوں میں بھر یہ خیال پیدا ہونے لگا پڑا ہے۔ کہ ویدوں اور شاستروں کے اندر وہ اچھی باتیں نہیں ہیں۔ جن کا دعویٰ آریہ سماج اپنے لیکچروں اور سیکھروں میں کرتا ہے۔ بعض آریہ سماجیوں کے ہر دے میں بھی دشواش پیدا ہو گیا ہے۔ دیانند کالج نے اپنا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کھولی کہ اس کی کوپرا کرنا چاہا۔ مگر دریا کے بہانے والے تیز رفتار سیلاب کے سامنے ایک معمولی کچے مکان کی کیا حیثیت ہے؟ آریہ سماج کے اندر کوئی اور انٹی ٹیوشن نہیں ہے۔ جو اتنا کام بھی کرتا۔ اس بے پردہی کا یہ پھل ہوا ہے کہ آریہ سماج کے بعض اپنے مبروں کے عقیدے کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کے ہر دے سے دشواش کی درڑھنا دور ہو گئی ہے! داز شری جہا تا سماج جی اخبار آریہ گزٹ پچاس گن سمت ۱۹۲۷ء (۱۰۰) اوکم فہم اور نا عاقبت اندیش انسان تجھ کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ تم خود ہی اپنے ہاتھ کاٹ چکے ہو۔ اور اور تمہارا جہا تا نام کو کچے مکان سے زیادہ درجہ نہیں دیتا۔ اگر یہی نتیجہ اور کامیابی ہے۔ تو تم کو مبارک ہو۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ کیا سب حال دل ان کے انہوں نے ہم کو چھیڑا منہ پر ساری داستان رکھ دی

آریہ سماج کا سچا سچو کفتح محمد احمدی شرم کلرک جنرل

ہوئی ہے۔ وہ قابل داد ہے۔

بمبئی کے لوگ

اس جگہ کے لوگ متین اور سنجیدہ ہیں۔ تجارت سے جو ان کا عام پیشہ ہے۔ ان کو مرنح احوال بنا دیا ہے۔ باوجود مختلف فرقوں کے ان میں ایک حد تک قومی وحدت نظر آتی ہے۔ یہ لوگ اپنے پروگرام کے بہت پابند ہیں۔ جب کام کو جا رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کوئی اور دھن ہی نہیں۔ شام کو ہر خاص و عام چوپاٹی اور مالابار ہل کو جو اس جگہ کی مشہور سیرگاہیں ہیں تفریح کے لئے نکل جاتا ہے۔ اور سیر میں پورے خطے سے سارے دن کے کام کی کلفت کو دور کرتا ہے +

بمبئی کی مسجدیں

بمبئی میں مسجدیں کثرت سے ہیں۔ ان کی زیب و آرائش اور جھاڑو فائوس جن پر زکثیر خرچ ہوا ہے کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ اس زمانہ میں مسجدوں کو سجایا جائے گا۔ یاد آ جاتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مسجدوں کے درو دیوار کو خوبصورت بنانے کی بجائے دلوں کی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی۔ اور یہ روپیہ اشاعت اسلام پر خرچ ہوتا +

مادھو باغ کا اگریشن

شہر کا ایک عمدہ مادھو باغ مکان میں مشرک ملک آنجہانی۔ مشرک گاندھی جی۔ بھارت مانا اور ایک بڑھیا جو چرخہ کات رہی ہے وغیرہ کے بست دھرے ہیں۔ یہ بت موجودہ قسم کی سی رٹر کے بنے ہیں اور بجلی سے حرکت کرتے ہیں۔ اس ایگزیشن کے متعلق میں مصلحتاً اپنے خیالات کو کہی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔

تحریک سودیشی

ان دنوں سودیشی کی تحریک زور و دل پر تھی۔ ایک دن جب کہ میں بندر پر سیر کے لئے گیا۔ ہوا تھا۔ بعض لیڈر ایک انگریز کو جو رخصت پر دلالت جا رہے تھے۔ الوداع کہنے کے لئے آئے پھولوں کے علاوہ ان کی گردن کچے سوٹ کی اٹیوں سے لدی ہوئی تھی۔ جب وہاں مزید گنجائش نہ رہی۔ تو لوگوں نے ان کے بازوؤں پر اٹیاں چڑھانی شروع کر دیں۔

وہ بچا رہے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ اس مجمع میں میں نے ایک عجیب بات یہ دیکھی۔ کہ ایک دیہی صاحب کھدر کا کاکوٹ پیٹوں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اور ہیٹ پر بھی کھدر ہی منڈھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت ہنسی آئی۔ کہ کھدر کے تو اس قدر دلدادہ کہ ہیٹ بھی مستثنیٰ نہ رہی لیکن ہیٹ بذات خود ترک نہ کر سکے۔ جو عین بدیشی بال ہے۔ اور جس کا بدن کچھ بات بھی ہے۔

بہشتی میں تبلیغ احمدیت
بہشتی ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں اگر تبلیغ کا مستقل انتظام ہو جائے۔ تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ مرطوب آب و ہوا میں رہنے کی وجہ سے وہ باتیں جو فطری جذبات کو ابھارتی ہیں۔ یہاں کے لوگوں پر جلدی اثر کرتی ہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام چونکہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اس لئے ان پر جلدی اثر پذیر ہوگی۔ پھر یہاں بیرونی ممالک اور گورنمنٹوں کے باشندے اکثر آتے ہیں۔ اگر اس جگہ کوئی ایسا شخص قائم ہو جائے خواہ وہ لوکل آدمیوں پر ہی مشتمل ہو۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا دہلی میں قائم کرنے کا شائبہ۔ تو ہم اس کے ذریعہ آسانی سے ایسے ممالک میں پیغام احمدیت پہنچا سکتے ہیں۔ جہاں سرت سبیل نہیں بھیجے جاسکتے۔ ان آیات میں اس جگہ ہمارا ایک مشن تھا۔ لیکن معلوم نہیں اسے کامیابی کیوں نہیں ہوئی۔ پارسی قوم کی طرف جو اس جگہ اور ہندوستان کے

دوسرے شہروں میں کافی تعداد میں بس رہی ہے ہماری جماعت نے ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی۔ یہ قوم مذہب کے لئے اپنے اندر ایک بوش رکھتی ہے۔ لیکن اس وقت اخراط کے راہ پر گامزن ہے۔ جیسا کہ ان کے بعض افراد خود بھی محسوس کرتے ہیں۔ (اس کا ذکر بعد میں آئیگا) ایک دن میں نے ایک بوڑھے پارسی کو دیکھا۔ کہ تبلیغ ہاتھ میں لئے سمندر کے ایسے حصہ میں جہاں پانی اتنا گہرا نہ تھا۔ سورج کی طرف منہ کر کے جب کہ وہ تمام دن کی منزل طے کرنے کے بعد سمت مغرب میں چھپ جانے کو تھا۔ اور اس کی زرد کرنیں سمندر کی ہلکی ہلکی لہروں کے ساتھ آخری اٹھکیلیاں لے رہی

تھیں۔ نہایت استغراق سے عبادت میں مشغول تھا۔ اس وقت سمندر میں جوار بھاٹا کی امید کی جا رہی تھی۔ اور لوگ محو تماشائے تھے۔ لیکن اس بوڑھے کو دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ تھی۔ اس منظر نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ کہ اس کے دل میں سچائی کیلئے تڑپ تو ہے۔ لیکن غلط راستہ کی وجہ اس کی تمام محنت رائیگاں جا بیگی۔ شام کے وقت چوپائی میں لٹریچر کے ذریعے اور زبانی تبلیغ کا بہت اچھا موقع ہوتا ہے۔

بہشتی سے روانگی
آخر میں بعض دوسرے ہمسایوں کے ساتھ عراق کے لئے جہاز پر سوار ہو گیا۔ جب روانگی کا بجل بج چکا۔ اور جہاز نے خراماں خراماں گودی سے نکلنا شروع کیا۔ تو اس وقت عجیب سماں تھا۔ مسافر اپنے احباب و اعزہ کی طرف جو ان کو الوداع کہنے کے لئے آئے تھے اور وہ مسافروں کی طرف ٹکٹنگی لگائے دیکھ رہے تھے۔ بعض ہاتھوں سے اور بعض رومالوں سے دیر تک ایک دوسرے کے سلام کا جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ جہاز ساحل دہلی کی نظر سے اوجھل ہو گیا۔

اس سفر میں اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کہ ہم نے تم کو جہاز اور کشتیاں بنادیں تا تم ان کے ذریعے اس کا فضل تلاش کرو۔ عجیب لطف دیتی ہے جہاز پر میں نے جہاز کے ڈاکٹر جو مسلمان اور بہشتی کے باشندے تھے اور بعض دوسرے اشخاص کو تبلیغ کی۔ ڈاکٹر صاحب اس سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے احمدیت کے متعلق لٹریچر پڑھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ ایک دن جب میں سر آغا خان کے ایک مرید کو تبلیغ کر رہا تھا تو ایک پاس والے شخص نے ان کی یورپین زندگی پر اعتراض کیا۔ جس سے وہ بہت مشتعل ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ان کے مریدین کا یہ ایمان ہے۔ کہ وہ جو کچھ بھی کریں جائز ہے۔ خدا تعالیٰ کی لامحدود صفات | سمندر میں اکثر

دور دور تک کوئی آبادی اور چٹان تک دکھائی نہیں دیتی۔ اس وقت جہاز نیلگوں آسمان کے نیچے اور ان کی رنگ کے پانی کی سطح کے اوپر محض ایک نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو مکان و زمان کی حدود میں قید کرنا چاہتے ہیں۔ ایک سبق ہے۔

خلیج فارس اور شط العرب
آٹھ دس دن کے سفر کے بعد جہاز رات کے وقت خلیج فارس میں داخل ہو گیا۔ جب ہم صبح اٹھے۔ تو جہاز کو شط العرب میں چلتا ہوا پایا۔ جہاں سے بصرہ کافی دور اوپر ہے۔ دریا کے دونوں جانب سبز گھاس اور کھجوروں کے جھنڈ عجیب ہمارے دے رہے تھے۔ دن کے گیارہ بجے ہم بصرہ کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۳)

حافظ سے ہم بہت ہیں۔ مگر ضرورت یہ ہے۔ کہ خدا کے سن جائیں۔ جو قوم خدا کی ہو جاتی ہے۔ وہ ساری دنیا پر چھا جاتی ہے۔ اور دنیا جسے بیج کی حالت میں چھوٹا سمجھ کر اس سے بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔ آخر کار خود بخود ہی اس کے سایہ میں آکر آرام لیتی ہے۔ یہ دعاؤں کے دل میں مضویٰ آج کا دن وہ دن ہے۔ جو اتحاد بین المسلمین کی بنیادیں مضبوط کرنے کا باعث ہے (جج کا دن) آج تمام دنیا کے مسلمان۔ نسائی۔ قومی۔ حکومتی اور مذہبی اختلاف فراموش کر کے اور اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے خدا تعالیٰ کے گھر میں اپنے عجز دنیا کو اس کے حضور پیش کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ دن ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی رحمت بوش میں ہوتی ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور خوب عابلیں کرو۔ کہ اے خدا تو نے اپنے دین کی اشاعت کیلئے ہمیں قائم کیا ہے۔ دنیا ہمیں ذلیل سمجھتی اور ہمارے مقابلہ کیلئے آمادہ ہے۔ تو اپنی وحدت کا جلوہ دکھا۔ اور سب کو ہمارے ہاتھ پر ایک کر دے۔ تمام اختلافات اور تفرقے مٹ جائیں۔ اور ساری دنیا لاشریک ایک الیکٹک کہتے ہوئے تیرے دربار میں حاضر ہو جائے۔ تیرے مامور کو مان لے۔ اور دنیا میں پھر وہی جنت قائم ہو جائے۔ اور آدم ثانی ہمیں داخل ہو جائے جس پہلا آدم نکالا گیا تھا۔ آمین

وصیت نمبر ۳۱۱

میں نعمت علی ولد شہنشاہ قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۲ سال تاریخ بیعت ماہ تمبر ۱۹۲۶ء ساکن بیست خال ڈاک خانہ بی داؤد خان ضلع ہونیا پور بھائی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ نومبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ ماہوار آمدنی مبلغ ۱۰ روپیہ ہے۔ میں تازہ سیت اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر منترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ گواہ شدہ :- وزیر خال احمدی گواہ شدہ :- بشیر احمدی

العبد :- نعمت علی احمدی حال دار تعلیم الاسلام نائٹ سکول جہدی پوسٹ نیر تعلفہ ساکری ضلع مغربی خاندیس

وصیت نمبر ۳۱۲

میں حکیم سراج الدین ولد میاں فضل الدین بیٹی پیشہ حکمت عمر ۳۳ سال بیعت ۱۹۱۳ء ساکن لاہور بھائی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد تقریباً ۱۰ روپیہ ہے۔ میں تازہ سیت اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر منترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- فقہم خود حکیم سراج الدین لاہور بھائی دروازہ محلہ پٹنگان

گواہ شدہ :- عبید اللہ کلرگ دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور تزیل قادیان

گواہ شدہ :- سق نواز خال لاہور

وصیت نمبر ۳۱۳

میں محمد اسماعیل ولد مولوی غلام محمد صاحب مرحوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال بیعت ۱۹۱۵ء ساکن سنگیال ضلع سیالکوٹ بھائی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۲۳ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

اس وقت میری ماہوار آمد ۱۰ روپیہ ہے۔ میں تازہ سیت اپنی ماہوار آمد کا ۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر منترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نقطہ :-

العبد :- محمد اسماعیل اول مدرس مدرسہ نبی پور میراں گواہ شدہ :- عاجز محمد ابراہیم سیکٹر ماسٹر نیکانہ صاحب گواہ شدہ :- اللہ یار خال احمدی نائب مدرس مدرسہ نبی پور

پہلے سننے لگے

(بیت)

جو لوگ پہلے سنیں۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں۔ انہیں اور لی ہرب کمپاؤنڈ کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب ہونے سے بے شمار ایسے مریضوں کو جو عرصہ سے امراض بالابین مبتلا تھے۔ اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافنی طور سے افاقہ ہو گیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو اور لی ہرب کمپاؤنڈ کا استعمال کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس صرف تین روپے۔ محصول ڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت ملنے کا پتہ :-

راول سیڈیکیشن کمپنی ۱۷۰ برک بیگ روڈ بیکن ہیم انگلستان

Aural Medication Co.
160 Birkbeck Road
Beecham
England

کنگ آف ٹانکس

کی متعلق

تازہ سارٹیفکیٹ

کمری ڈاکٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے آپ کی تیار کردہ کنگ آف ٹانکس کی گولیوں کا استعمال کیا۔ جن کے مقورے سے استعمال سے مجھے بدن میں طاقت اور طبیعت میں نشاط معلوم ہوئی۔ اس لئے مزید استعمال کے لئے ایک شیشی اور خریدتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ واقعی بے نظیر گولیاں ہیں والسلام

رخا کار محمد حسین کاتب قادیان

قیمت ۶ گولی سات روپیہ۔ نہیں گولی چار روپیہ

معہ محصول

شریت فولاد :- جو کم کچلا۔ سنگیہ اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے :-

شریت فولاد :- عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ اور ہسٹریا کے لئے از حد مفید ہے :-

شریت فولاد :- مرض اٹھہر اکا بہت بڑا دشمن ہے :-

شریت فولاد :- ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے :-

شریت فولاد :- کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے :-

شریت فولاد :- کا ایک چھوٹا چھوٹا چمچ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں :-

شریت فولاد :- کی ساتھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے۔ محصول ڈاک ۸ روپے

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

نوٹ :- فرمائش کے ساتھ اخبار کا سوا الہ ضروری ہے

پیشہ داروں کے لئے پرنٹرز و پبلشرز کے لئے چھپوانے والی فیکٹری قادیان سے شائع کیا